یا اللہ مدد
صلی کلمہ اسلام لآ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ
حق چار یار
سیرت النبی ﷺ
مناقب
امام حسن رضؓ و امام حسین رضؓ
آل رضؓ و اصحابِ نبی ﷺ
(حصہ سوم)
مرتبہ
حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال
اشاعتی سلسلہ نمبر
12
شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ، چکوال
النور منیجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

فہرست عنوانات

آیت مباہلہ اور آلؓ و اصحابؓ	3
انفسنا اور ابنائنا سے مراد	7
نفس رسولؐ سے مراد، فریق مخالف کا استدلال	8
حضرت فاطمہؓ کے فضائل	10
معجزاتِ نبوی ﷺ اور عصر حاضر	11
جنت البقیع سے دُخترؓ رسولؐ کا جسد مبارک چوری کرنے کی سازش	12
بناتِؓ رسولؐ کا تذکرہ وتبصرہ	13
حضرت امام حسنؓ بن علیؓ المرتضیٰ	17
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	18
امام حسینؓ اور یزید	19
حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان	20
حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کی شان	20
حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان	21
حضرت امام حسنؓ کی فضیلت	22
فضائل امام حسنؓ و حسینؓ	22
حضرت حسینؓ فرات کے کنارے شہید ہوں گے	23
حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شان	23
حضرت امام حسنؓ کی فضیلت	24
قتل حسین کی خبر حدیث میں	24
حضرت امام حسینؓ اور یزیدی اقتدار	25
حضرت امام حسین اور اہل سنت کا عقیدہ	26
حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد	29
محبت علیؓ اہل سنت ہونے کی شرط	29
حضرت علیؓ برحق خلیفہ تھے	31
شہادت امام حسینؓ	32

☆☆☆☆

ترتیب وتدوین: حافظ عبدالوحید الحنفی ...... چکوال
ٹائٹل وکمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ، ڈب مارکیٹ چکوال 0543-421803 / 0334-8706701
ناشر: **کشمیر** بک ڈپو، سبزی منڈی تلہ گنگ روڈ چکوال

مناقب امام حسنؓ وامام حسینؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیۡقِ اَھۡلِ السُّنَّۃِ وَ الۡجَمَاعَۃِ بِفَضۡلِہِ الۡعَظِیۡم۔

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیۡ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم۔

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَ خُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیۡنَ الدَّاعِیۡنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡم

حضرت امام حسنؓ بن علیؓ المرتضیٰ

☆ آپ کے نانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی پھول ہیں، آپ جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

☆ آپ ۱۵ رمضان ۳ ہجری (مطابق یکم مارچ ۶۲۵ء) میں پیدا ہوئے۔

☆ آپ سے حسنؒ بن حسنؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نیز ایک جماعت کثیر نے احادیث نبویؐ روایت کی ہے۔

☆ اپنے والد حضرت علیؓ کی شہادت کوفہ کے بعد مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کی۔ جن کی تعداد چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) تھی۔ حضرت حسنؓ نے ۱۵ جمادی الاولیٰ ۴۱ھ میں خلافت کا کام حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد کیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۷ سال ٦ ماہ تھی۔

☆ باختلاف روایت ۴۴ھ یا ۴۹ھ میں انتقال فرمایا۔ جنت البقیع میں دفن

کئے گئے۔ عمر ۴۱ یا ۴۵ سال ۳ ماہ پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال مشکوۃ شریف ج ۳ ص ۳۳۶)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

سَیِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ قُرَّةُ عَيْنِ اَهْلِ السُّنَّةِ، شہید کربلا حضرت امام حسینؓ ابن علی المرتضیٰؓ، نواسہ سرورِ کائنات رحمت للعالمین ﷺ

☆ ۵ شعبان المعظم ۴ھ مطابق ۲۱ جنوری ۶۲۶ء مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

☆ حضرت رسول خدا ﷺ نے آپ کا نام حسینؓ رکھا۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اہل عراق کے کسی شخص نے پوچھا کہ مچھر کا خون اگر کپڑے پر لگ جائے (تو کیا کیا جائے)؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: اس شخص کو دیکھو، مچھر کے خون کا مسئلہ پوچھتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرزند کو ان لوگوں نے قتل کر دیا (اس وقت کوئی مسئلہ نہ پوچھا)۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، وہ فرماتے تھے:

اَلْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا (بخاری شریف ج ۲

(حسنؓ اور حسینؓ میری دنیا کی بہار ہیں۔) حدیث ۹۴۰)

☆ حضرت قتادہ کے بیان کے مطابق حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۱۰ محرم ۶۱ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء شہید ہوئے۔ اور آپ کی عمر ۵۶ سال

۵ ماہ ۵ دن تھی۔ (بحوالہ تاریخ ابن کثیر جلد ششم)

امام حسینؓ اور یزید

☆ یزید کی پیدائش ۲۶ھ مطابق ۶۴۷ء میں ہوئی تھی۔ یہ صحابی نہیں ہے۔

☆ حضرت امیر معاویہؓ ۲۲ رجب ۶۰ھ مطابق ۲۹ اپریل ۶۸۰ء بدھ کے دن جب انتقال فرما گئے تو یزید بن معاویہؓ والی ملک ہوا۔

☆ یزید کی عمر اس وقت ۳۴ سال تھی اور امام حسینؓ کی عمر ۵۶ سال تھی۔

☆ حضرت امیر معاویہؓ کی عمر وفات کے وقت پچھتّر (۷۵) برس تھی۔

☆ قریش کے چار شخصوں نے یزید کی بیعت نہ کی:

(۱) عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ (۲) عبداللہ بن عمرؓ

(۳) عبداللہ بن زبیرؓ (۴) حسین بن علیؓ

☆ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے وقت یزید موجود نہ تھا۔ ضحاک بن قیسؓ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، نے امیر معاویہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

☆ یزید اس وقت مقام حوارین میں تھا۔ نمازِ جنازہ میں شمولیت سے محروم رہا۔

☆ یزید ۲۲ رجب ۶۰ھ سے ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ مطابق ۱۴ نومبر ۶۸۳ء

تک ۳ سال ۹ ماہ تک حکمران رہا اور درد قلنج سے انتقال کر گیا۔

☆ یزید فاسق تھا اور اس کا فسق اتنا مشہور اور متفق علیہ ہے کہ کربلا، حرّہ اور محاصرہ مکہ کے بعد کسی ایک صحابیؓ سے بھی اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ انہوں نے یزید کو واضح طور پر صالح و عادل کہا ہو۔

(خارجی فتنہ حصہ دوم ص ٦٦١ مؤلفہ قاضی مظہر حسین)

حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان

(۱)......فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اَلْحَسَنُ مِنِّیْ وَ الْحُسَیْنُ مِنْ عَلِیّ

ترجمہ: حسن مجھ سے (مشابہ) ہے اور حسین علی سے (مشابہ) ہے۔

(حسن ...... جامع الصغیر السیوطی، البانی جلد اول حدیث ۳۱۷۹ ...... (۲) مسند احمد بن حنبل ...... (۳) ابن عساکر: عن المقوام ...... (۴) الصحیحہ البانی حدیث ۸۱۱۱)

حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان

(۲) ...... عَنْ اِبْنِ عُمَر، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃ اَبُوْھُمَا خَیْرٌ مِنْھُمَا

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ اور حسینؓ سردار ہیں جنت کے جوانوں کے اور باپ ان

دونوں کا ان دونوں سے بہتر ہے۔

(سنن ابن ماجہ حدیث ۱۱۸...... (صحیح) جامعہ الصغیر السیوطی۔ البانی جلد اول حدیث ۳۱۸۲
...... (۲) ابن ماجہ حدیث ۱۱۸...... (۳) مستدرک حاکم عن ابن عمر...... (۴) طبرانی۔ عن قرۃ
وعن مالک بن الحوارث...... (۵) مستدرک حاکم۔ عن ابن مسعود)

حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ کی شان

(۳) ...... وَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْيءٍ لَا اَدْرِیْ مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِیْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِیْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَاِذَا الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ: هٰذَانِ ابْنَایَ وَ ابْنَا بُنَتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا، فَاَحِبَّهُمَا، وَاَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا

(رواہ الترمذی، مشکوۃ شریف حدیث ۵۹۰۳)

ترجمہ: حضرت اسامہؓ بن زید کہتے ہیں کہ میں ایک ضرورت سے رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی ﷺ گھر کے اندر سے اس حال میں آئے کہ آپ ایک چیز کے اندر لپٹے ہوئے تھے۔ جس سے میں ناواقف تھا کہ وہ چیز کیا ہے؟ جب آپ سے میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا اور اپنی حاجت سے فارغ ہو گیا تو میں نے پوچھا: حضور ﷺ! یہ کیا چیز لپٹے ہوئے ہیں؟ آپ ﷺ نے اس چیز کو کھولا تو وہ حسنؓ اور حسینؓ تھے، جو آپ ﷺ کے دونوں کولھوں پر بغلوں میں

تھے۔ اور آپ ان پر چادر ڈالے تھے اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر۔ اور جو شخص ان سے محبت کرے، تو اس سے محبت کر۔ (حسن...... جامع الصغیر البانی، جلد دوم حدیث ۷۰۰۳

......(۲) ترمذی۔ صحیح ابن حبان عن اسامہ بن زید......(۳) المشکوٰۃ جلد سوم (حدیث ۵۹۰۳)

حضرت امام حسنؓ کی فضیلت

(۴) ...... حَدَّثَنَا صَدَقَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰی عَنِ الْحَسَنِ سَمِعَ اَبَابَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ اِلٰى جَنْبِهٖ يَنْظُرُ اِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَ اِلَيْهِ مَرَّةً وَ يَقُوْلُ النَّبِیُّ هٰذَا سَيِّدٌ وَّ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری شریف کتاب الانبیاء۔ باب ۴۵۶ حدیث ۹۳۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں منبر پر دیکھا کہ حضرت حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی حضرت حسنؓ کی جانب۔ اور فرماتے جاتے تھے میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو فرقوں میں صلح کرادے۔ (بخاری شریف جلد دوم)

فضائل امام حسنؓ و حسینؓ

(۵) ...... حُسَيْنُ مِنِّىْ وَ اَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ

حُسَیۡنًا، حُسَیۡنٌ سِبۡطٌ مِنَ الۡاَسۡبَاط (صحیح)

ترجمہ: حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے اللہ دوست رکھے اس کو جس نے حسینؓ کو دوست رکھا۔ حسینؓ میری اولاد بنات میں سے ایک ہے۔

(حوالہ: الاحادیث الصحیحہ البانی جلد نمبر ۳ حدیث ۱۲۲۷ ...... بہ حوالہ۔ اخرجہ البخاری فی التاریخ (۴/۲/۴۱۵)
...... (۲) والترمذی (۳۷۷۷) ...... (۳) ابن ماجہ حدیث ۱۲۲ ...... (۴) ابن حبان (۲۲۴۰) ......
(۵) مستدرک حاکم (۳/۱۷۷) ...... (۶) مسند احمد بن حنبل (۴/۱۸۲) وقال الحاکم صحیح الاسناد)

حضرت حسینؓ فرات کے کنارے شہید ہوں گے

(۶) ...... قام من عندی جبریل قبل. فحد ثنی ان الحسین یقتل بشط الفرات

ترجمہ: کھڑے ہوئے میرے پاس جرائیل، پھر بیان کیا مجھ سے کہ حسینؓ قتل کیے جائیں گے نہر فرات کے کنارے پر۔

(صحیح ...... احادیث صحیحہ البانی جلد ۳ حدیث ۱۱۷۱ ...... بحوالہ (۱) اخرجہ مسند احمد بن حنبل (جلد ۱ ص ۸۵)
...... (۲) اخرجہ مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۲۴۳، ۲۶۵) ...... (۳) وابن حبان (۲۲۴۱) ...... (۴) ابونعیم فی دلائل (۲۰۲) اخرجہ الحاکم جلد ۳ ص ۱۷۶، ۱۷۷ وقال صحیح علی شرط الشیخین ...... (۵) اخرجہ مسند احمد (جلد ۶/۲۹۲) ...... قلت ھذا اسناد رجالہ کلھم ثقات رجال الشیخین)

حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شان

(۷) ...... اتَانِیۡ مَلَکٌ فَسَلَّمَ عَلَیَّ، نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لَمۡ یَنۡزِلۡ قَبۡلَهَا فَبَشَّرَنِیۡ أَنَّ الۡحَسَنَ وَ الۡحُسَیۡنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهۡلِ الۡجَنَّةِ وَ أَنۡ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهۡلِ الۡجَنَّة

ترجمہ: آیا میرے پاس فرشتہ۔ پھر سلام کیا مجھ پر۔ اُترا آسمان سے۔

نہیں اترا پہلے اس سے۔ پھر خوش خبری سنائی مجھ کو کہ بے شک حسنؓ و حسینؓ نوجوانان اہل جنت کے سردار ہوں گے اور یہ کہ حضرت فاطمہؓ اہل جنت عورتوں کی سردار ہیں۔ (صحیح الجامع الصغیر البانی حدیث ۷۹)

(احادیث الصحیحہ البانی ۷۹۶، مسند احمد بن حنبل، ترمذی، نسائی، صحیح ابن حبان، عن حذیفہ)

حضرت امام حسنؓ کی فضیلت

(۸) ...... اِنَّ ابْنِی ھٰذَا سَیِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰہ اَنْ یُصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْن. (حدیث صحیح)

ترجمہ: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا۔

(حوالہ: (مسند احمد بن حنبل۔ بخاری شریف۔ عن ابی بکرہ۔ اروض ۹۲۳ الارواء ۱۵۹۷ صحیح جامع الصغیر البانی جلد اول حدیث ۱۵۲۸)

قتل حسین کی خبر حدیث میں

(۹) ...... اَخْبَرَنِی جِبْرِیْلُ اَنَّ حُسَیْنًا یقتلُ بشاطیءِ الفراتِ

ترجمہ: خبر دی مجھ کو جبریلؑ نے کہ حسینؓ قتل کئے جائیں گے، فرات کے کنارے۔ (حدیث صحیح)

(حوالہ: صحیح الجامع الصغیر، والزیادہ البانی جلد اول حدیث ۲۱۹ بحوالہ طبقات ابن سعد۔ عن علی ...... (۳) الاحادیث الصحیحہ مؤلفہ البانی حدیث ۱۱۷۱ ...... (۴) مسند احمد بن حنبل ...... (۵) مسند ابی یعلیٰ ...... (۶) مسند بزار ...... (۷) طبرانی)

(۱۰) ...... اَمَا رَأَیْتَ الْعَارِضَ الَّذِی عُرِضَ لِی قَبْلُ؟ ھُوَ

مَلِکٌ مِنَ الْمَلَائِکَةِ لَمْ یَھبِطِ اِلَی الْاَرْضِ قَطُّ قَبْلَ ھٰذِہِ اللَّیْلَةَ، اِسْتَاذَنَ رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یُسَلِّمَ عَلَیَّ، وَ یُبَشِّرُنِی اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّةِ وَ اَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّةِ. (ترمذی حدیث ۱۷۱۶ حدیث صحیح)

وہ ایک فرشتہ ہے، فرشتوں سے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔ اس فرشتے نے اپنے رب سے میرے پاس حاضر ہونے اور سلام کرنے کی اجازت چاہی تھی، چنانچہ اس کو اجازت مل گئی۔ اس فرشتہ نے مجھ کو یہ بشارت دی ہے۔ کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور یہ کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

(صحیح الجامع الصغیر البانی جلد اول حدیث ۱۱۳۲۸ الصحیحہ البانی ۷۹۶ مسند احمد بن حنبل۔ ترمذی۔ ج ۲ حدیث ۱۷۱۶ باب ۵۹۹۔ نسائی۔ صحیح ابن حبان عن حذیفہ)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ لکھتے ہیں:

سوادِ اعظم اہل السنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی اقتدار کے خلاف اپنے موقف پر قائم رہتے ہوئے معرکہ کربلا میں جو قربانی پیش کی ہے اس میں آپ کو اپنی بلند شان کے مطابق مرتبہ شہادت نصیب ہوا ہے۔ امام حسینؓ دین و شریعت کے مبلغ اور محافظ تھے۔ خلوص و تقویٰ کا پیکر تھے۔ حسب ارشاد نبوی جنت کے جوانوں

کے سردار ہیں۔ آپ کی شخصیت محض ذاتی اور خاندانی اقتدار کی ہوس سے بالا تر ہے۔ آپ نے جو کچھ کیا دین کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا۔ بعض مدعیانِ اسلام حضرت امام حسینؓ کو شہید نہیں مانتے۔ یہ لوگ خارجیت کے علمبردار ہیں یا غیر شعوری طور پر ان سے متاثر ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مفصل مکتوب میں حضرت حسینؓ کی شہادت کو شرعی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ یہ فارسی مکتوب حضرت نانوتوی کے مجموعہ مکتوبات بنام ''قاسم العلوم'' میں شائع ہو چکا ہے۔ جس کے مترجم جناب مولانا پروفیسر محمد انوار الحسن صاحب شیرکوٹی فاضل دیوبند مرحوم ہیں۔ اس مکتوب میں حضرت مرحوم فرماتے ہیں کہ:

''چوں ایں مقدمات شانزدہ گانہ تمہید یافت اعتراض شیعان خود پاش پاش شد و بطور سنیاں در شہادت جگر گوشہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم امام الشہدا آنحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ وعن اولادہٖ جائے انگشت نہادن نماند وہم چنیں در ولی عہد کردن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید را خدشہ موجب انکار نہ برآمد''۔

ترجمہ: جب یہ سولہ مقدمات تمہید کے طور پر بیان ہو گئے تو شیعوں کے اعتراض کی دھجیاں بکھر گئیں۔ اور سنیوں کے طرزِ فکر کے مطابق رسول انس و جن ﷺ کے جگر گوشہ شہداء کے امام حضرت امام حسین رضی اللہ

عنہ وعن اولادہٖ کی شہادت پر انگلی اٹھانے کی گنجائش نہ رہی۔ اور اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید پلید کو ولی عہد بنانے میں بھی کوئی خدشہ موجب انکار نہ نکلا۔ (قاسم العلوم مترجم اردو ص ۱۷۳)

حضرت امام حسینؓ کے بارے میں بہت زیادہ افراط وتفریط پائی جاتی ہے۔ رافضی آپ کو دیگر ائمہ اہل بیت کی طرح بذریعہ وحی خدا کی طرف سے نامزد امام معصوم مانتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ وغیرہ انبیائے سابقین علیہم السلام سے بھی افضل مانتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اور خارجی فرقہ کے لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت امام حسینؓ کی بھی توہین وتکفیر کرتے ہیں۔ لیکن اہل السنّت والجماعت ان دونوں کے خلاف مسلک حق و اعتدال پر قائم ہیں۔ وہ ان حضرات کو اپنے اپنے درجہ پر تسلیم کرتے ہوئے ان کی محبت کو جزو ایمان قرار دیتے ہیں۔ نہ انبیاء اور خلفائے راشدینؓ پر ان کو فوقیت دیتے ہیں اور نہ کسی پہلو سے ان کی تنقیص و توہین کرتے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''منصب امامت'' میں امامت کے متعدد اقسام بیان کئے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''پس خود خلیفہ سیاست ایمانی میں نبی کے مشابہ ہے، اسی واسطے اسے امام کہتے ہیں۔ پس نمازیوں کی جماعت کا متبوع ادائے نماز میں نبی کے مشابہ ہے اور وہی نماز کا امام ہے۔ حاصل کلام یہ کہ جو کوئی مذکورہ کمالات

میں سے کسی کمال میں انبیاء اللہ سے مشابہت رکھتا ہو، وہی امام ہے۔ وہ کمال لوگوں کے درمیان خواہ اس لقب سے مشہور ہو یا نہ، پس بالضرور کوئی اکابر امت میں **امام المحبوبین** ہوگا۔ اور کوئی **امام المعظمین فی الملائکۃ المقربین**، کوئی **امام السادات**، کوئی **امام الملہمین**، کوئی **امام القضاۃ** اور کوئی **امام المجتہدین** ہوگا، وغیرہ"۔

(منصب امامت مترجم اردو ص ۵۹)

نیز فرماتے ہیں:

پس مطلق لفظ امام سے صاحب امامت باطنہ سمجھا جاتا ہے اور بس۔ کسی امام سے ظہور ہدایت کی قلت اس کے درجہ علو و کمال کے سقوط یا کمی کا باعث نہیں بن سکتی۔ یہی ائمہ اہل بیت ہیں کہ ان میں سے ایک امام جعفر صادق جو پیشوائے عالم اور رہنمائے بنی آدم ہیں۔ ایک ان میں سے ان کے جد امجد حضرت سجاد ہیں، جو سوائے چند اکابر اہل بیت کے بہت کم لوگ ان سے مستفید ہوئے۔ (ایضاً ص ۷۲)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ:

امامت تامہ کو خلافت راشدہ، خلافت علی منہاج النبوت اور خلافت رحمت بھی کہتے ہیں۔ (ایضاً ص ۷۹)

بعض لوگ ان حضرات کے لئے امام کا لفظ بھی ناجائز قرار دیتے ہیں اور ان کو اہل بیت بھی تسلیم نہیں کرتے۔ یہ دراصل خارجی مشن کے اثرات

ہیں، جو شعوری یا غیر شعوری طور پر اہل سنت کے عنوان سے پھیلائے جا رہے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ امت کے مجددین و محدثین وغیرہ بھی لفظ امام اور اہل بیت کے مفہوم سے نا آشنا رہے ہیں۔ اور سُنّیت کے نام سے یہ طریق تبلیغ و اصلاح مذہب اہل السنّت والجماعت کو ہی مجروح کرنے والا ہے۔

حضرت مجدد کا ارشاد: امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

> پس محبت حضرت امیرؓ شرط تسنّن آمد و آنکہ در محبت امیر طرف افراط اختیار کرد و زیادہ از آنچہ شاید بوقوع آورد و غلو دراں محبت نمود و بہ سبب ردّ و طعن اصحاب خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام زبان کشود و ترک طریق صحابہ و تابعین و سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کرد رافضی نام یافت۔
>
> پس اہل سنت متوسط اند درمیان افراط محبت امیر و درمیان تفریط آں محبت کہ روافض و خوارج اختیار کردہ اند......الخ

ترجمہ: پس امیر المومنین حضرت علیؓ کی محبت اہل سنت ہونے کی شرط قرار پائی اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا وہ اہل سنت سے خارج ہو گیا۔ اور خارجی نام پایا۔ اور جس نے حضرت علیؓ کی محبت میں افراط و غلو اختیار کیا اور آپ کو ان کے اصلی مقام سے بڑھا دیا۔ اور حضور خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب کے خلاف ردّ وطعن کی زبان کھولی، اس نے رافضی نام پایا۔
پس اہل سنت حضرت علیؓ کی محبت کے بارے میں اعتدال پر ہیں۔ کہ نہ رافضیوں کی طرح آپ کی محبت میں غلو کرتے ہیں اور نہ خارجیوں کی طرح آپ کی محبت میں کمی کرتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی جلد۲ ص ۵۱)

نیز حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں:

محبت امیر رفض نیست۔ تبرّی از خلفائے ثلثہ رفض است۔

ترجمہ: حضرت علیؓ سے محبت رکھنا رفض و شیعیت نہیں ہے۔ رفض تو یہ ہے کہ خلفائے ثلثہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ) سے تبرّی (بیزاری) اختیار کی جائے۔ (ایضاً ص ۵۲)

فرماتے ہیں:

چگونہ عدم محبت اہل بیت درحق اہل سنت گمان بردہ شود کہ آں محبت نزد ایں بزرگواراں جزو ایمان است۔

ترجمہ: یہ کیوں کر گمان کیا جا سکتا ہے کہ اہل سنت کو اہل بیت سے محبت نہیں ہے جب کہ اہل سنت کے بزرگوں کے نزدیک اہل بیت کی محبت جزو ایمان ہے۔ اور وہ سلامتی خاتمہ کو ان کی محبت کی پختگی کے ساتھ وابستہ مانتے ہیں۔ الخ (ایضاً ص ۵۲)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں جا بجا سنی عقیدہ کے برحق ہونے پر مضبوط دلائل پیش کرتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کو چوتھا

برحق خلیفہ راشد تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علی المرتضیٰ سے جو اختلاف کیا وہ فروعی اور اجتہادی اختلاف تھا۔ حضرت معاویہؓ کے خلوص نیت پر شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت علیؓ کا موقف گو صحیح تھا، لیکن اجتہادی غلطی کی وجہ سے حضرت معاویہؓ پر طعن نہیں کر سکتے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی یزید کو صالح و مصلح نہیں مانتے بلکہ اسے فاسق قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

یزید بے دولت از زمرہ فسقہ است۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اول ص ۲۷۵)

ترجمہ: یزید بے نصیب فاسقوں کے زمرہ میں شامل ہے۔

یہاں بطور نمونہ حضرت مجدد الف ثانی کے ارشادات اس لئے پیش کر دیئے گئے ہیں تا کہ اہل السنّت والجماعت کو معلوم ہو جائے کہ امام حسینؓ وغیرہ ائمہ اہل بیت کی محبت جزو ایمان ہے۔ اور آج کل خارجیت سے متاثر یا مذہب اہل سنت سے ناواقف بعض سنی مسلمان بھی جو بلا تامل یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ حسینؓ قتل کئے گئے تو کیا ہوا، وہ یزید کے مقابلے میں کیوں گئے تھے، وغیرہ۔ تو اس قسم کی گستاخانہ باتوں سے امام حسینؓ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ گستاخی کرنے والے اپنے ایمان کا ہی نقصان کرتے ہیں۔ حضرت امام حسینؓ کوئی آج کل کے سیاسی لیڈر تو نہیں ہیں کہ ان کے متعلق اپنے اپنے جذبات کے تحت تبصرہ کر لیا جائے۔ اور سنی مسلمان کیوں

کر گستاخی کا مرتکب ہوسکتا ہے، جب کہ مذہب اہل سنت کی کتب حدیث میں ان کے مخصوص فضائل مذکور ہیں۔ (یادگارِ حسینؓ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ ص ۳ تا ۹)

شہادت امام حسینؓ

۱۰ محرم ۶۱ ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء کربلا میں کوفہ اور دجلہ کے درمیان شہادت حاصل کی۔ یہ عراق کا علاقہ ہے۔ سنان بن اسنن نجفی نے آپؓ کو شہید کیا تھا۔ سنان کو سنان بن سنان بھی کہتے ہیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ شمر بن ذی الجوش نے شہید کیا تھا۔ اور خولی بن یزید اصبحی نے جو قبیلہ حمیر کا آدمی ہے، آپؓ کا سر جسم سے علیحدہ کیا تھا۔ جسے عبیداللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ کربلا میں حضرت حسینؓ کے رشتہ داروں میں تئیس (۲۳) آدمی شہید ہوئے۔

آپ سے حضرت ابوہریرہؓ اور آپ کے بیٹے زین العابدینؒ، صاحبزادی فاطمہؒ اور سکینہؒ نے روایت کی ہے۔ قضائے الٰہی عاشورہ ۱۰ محرم ہی کے دن ۶۷ ھ میں عبیداللہ بن زیاد کا سر ابراہیم بن مالک اشتر نخعی نے کاٹ کر مختار کو اور مختار نے عبداللہ بن زبیرؓ کو بھیج دیا۔ اور ابن زبیرؓ نواسہ صدیق اکبرؓ نے مدینہ میں امام زین العابدینؒ کو پیش کر دیا۔

(اکمال فی اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف ج ۳ ص ۳۷)

حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان

(۱۱) ...... اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّة

ترجمہ: حسنؓ اور حسینؓ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

(حسن ...... جامع الصغیر السیوطی، البانی جلد اول حدیث ۳۱۸۱ ......(۱) مسند احمد بن حنبل ......(۲) ترمذی۔ عن ابی سعید ......(۳) طبرانی عن عمر و عن علی۔ وعن جابر۔ وعن ابو ہریرہ ......(۴) طبرانی اوسط عن اسامہ ......(۵) الکامل ابن عدی)

حسنؓ و حسینؓ دو پھول

(۱۲) ...... وَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَاىَ مِنَ الدُّنْيَا

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بے شک حسنؓ اور حسینؓ دونوں میری دنیا کے دو پھول ہیں۔

[احادیث صحیحہ البانی ...... (صحیح) اخرجہ البخاری (جلد دوم حدیث ۹۴۰) ......(۲) ترمذی ......(۳) مسند احمد بن حنبل ......(۴) ابن حبان فی صحیحہ]

حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کی شان

(۱۳) ...... هٰذَا مِنِّىْ يَعْنِى الْحَسَن وَ الْحُسَيْنُ مِنْ عَلِىّ

ترجمہ: یہ یعنی حسنؓ مجھ سے (مشابہ) ہیں اور حسینؓ علیؓ سے (مشابہ) ہیں۔

(صحیح ......(۱) جامع الصغیر البانی جلد دوم حدیث ۷۹۹۹ ......(۲) ابوداؤد (عن المقدام بن معدیکرب) ......(۳) مسند احمد)

حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان

(۱۴) ...... عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ، فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہؓ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حسنؓ اور حسینؓ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

(حسن ...... جامع صغیر جلد دوم البانی حدیث ۵۹۵۴ ...... (۲) مسند احمد بن حنبل ...... (۳) ابن ماجہ حدیث ۱۴۳ عن ہریرہ ...... (۴) مستدرک حاکم عن ابی ہریرہ بحوالہ۔ فی الزوائد۔ اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات)

حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کے فضائل

(۱۵) ...... قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے۔)

(۱۶) ...... عَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ اَهْلِ بَيْتِکَ اَحَبُّ اِلَيْکَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَ كَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ اُدْعِیْ لِیْ ابْنَیَّ فَيَشُمُّهُمَا وَ يَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ (رواہ الترمذی بحوالہ مشکوۃ حدیث ۵۹۰۵)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اپنے اہل بیت میں سے سب سے زیادہ پیارے

کون ہیں؟ تو فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ۔ اور آپ حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلا لو۔ پھر آپ ان دونوں کو سونگھتے اور اپنے گلے سے لگا لیتے۔ (یہ حدیث بھی ترمذی شریف میں ہے۔)

(۱۷) ...... قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے ہوں۔ جو شخص حسینؓ سے محبت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ حسینؓ میری بیٹی کی اولاد میں سے ہیں۔ (یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے۔)

(۱۸) ...... رسول اللہ ﷺ نے حسنؓ اور حسینؓ دونوں کے متعلق فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا وَ اَحِبَّھُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا (رواہ الترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔ تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ اور اس شخص سے بھی محبت رکھ جو ان دونوں سے محبت رکھتا ہے۔ (یہ حدیث بھی ترمذی شریف میں ہے۔)

مندرجہ بالا احادیث میں سے حدیث نمبر ۱۶ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ اور یہ عقیدہ حضور ﷺ

کی ازواج مطہرات کے از روئے قرآن اہل بیت ہونے کے منافی نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ احزاب کی آیت تطہیر کے تحت لکھتے ہیں کہ:

بہرحال اہل بیت میں اس جگہ ازواج مطہرات کا داخل ہونا یقینی ہے۔ بلکہ آیت کا خطاب اولاً ان ہی سے ہے۔ لیکن چونکہ اولاد و داماد بھی بجائے خود اہل بیت (گھر والوں) میں شامل ہیں، بلکہ بعض حیثیات سے وہ اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں۔ جیسا کہ مسند احمد کی ایک روایت میں "احـــق" کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کا حضرت فاطمہ، علی، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لے کر "**اللھم ھؤلاء اھل بیتی**" وغیرہ فرمانا یا حضرت فاطمہؓ کے مکان کے قریب گذرتے ہوئے "**الصلوٰۃ اھل البیت یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس** الخ" سے خطاب کرنا، اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ گو آیت کا نزول بظاہر ازواج کے حق میں ہوا اور انہی سے تخاطب ہو رہا ہے، مگر یہ حضرات بھی بطریق اولیٰ اس لقب کے مستحق اور فضیلت تطہیر کے اہل ہیں۔ باقی ازواج مطہرات چونکہ خطاب قرآن کی اوّلیں مخاطب تھیں، اس لئے اس کی نسبت اس قسم کے اظہار اور تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ (فوائد ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا)

بہرحال احادیث شریف کی روشنی میں سنی مذہب کے اندر رہ کر کوئی

شخص ان حضرات کے اہل بیت اور خدا و رسول ﷺ کے مقبول و محبوب ہونے کا انکار نہیں کرسکتا۔ اس لئے محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب ''خلافت معاویہؓ و یزید'' میں صحیح مسلم شریف کی مندرجہ حدیث کو وضعی (من گھڑت) قرار دے دیا ہے۔ جس میں حضرت علیؓ وغیرہ کے لئے ''**اللھم ھؤلاء اھل بیتی**'' فرمایا گیا ہے۔ بہرحال عباسی کی ''خلافت معاویہؓ و یزید'' ہو یا ابوالاعلیٰ مودودی کی ''خلافت وملوکیت'' دونوں میں افراط وتفریط پائی جاتی ہے۔ اور دونوں کتابیں اپنے اپنے دائرہ میں خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے متعلق سواد اعظم اہل سنت کے صحیح عقائد کو مجروح کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خلاف حق ان جدید نظریات باطلہ سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھیں۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔ (یادگارِ حسینؓ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ ص ۱۲)

ماتم وتعزیہ کے مظاہرے

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و دیگر ائمہ اہل بیت کے متعلق مختصر طور پر مذہب اہل السنّت والجماعت کا برحق عقیدہ اوپر لکھ دیا گیا ہے۔ حضرت امام حسینؓ شہید ہیں اور جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ لیکن روافض نے جس طرح ان کو انبیائے سابقین علیہم السلام پر فضیلت دے کر غلو اختیار کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے شہید کربلا کی یادگار میں نوحہ و ماتم، سینہ کوبی، زنجیر زنی اور تعزیہ و دلدل (ذوالجناح) کے جلوسوں اور مظاہروں کو امام حسینؓ کی

محبت کا شرعی تقاضا اور کارِثواب سمجھا ہوا ہے۔ یہ حضرت امام کے مشن اور مقصد حیات کے بالکل خلاف ہے۔ محبت شرعی کا تقاضا محبوب کی اتباع ہے، نہ کہ خلاف ورزی۔ اگر تحقیق و انصاف سے کام لیا جائے تو شیعہ مذہب کی احادیث کے تحت بھی مروجہ ماتمی افعال شرعاً ناجائز ہیں۔ جن سے رسول خدا ﷺ اور خود امام حسین رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ:

(ا)...... دورِ حاضر کے مشہور شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے سورۃ الممتحنہ کی آیت "**وَ لَا یَعۡصِیۡنَکَ فِیۡ مَعۡرُوۡفٍ**" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے مکہ فتح کیا تو مردوں نے بیعت کی۔ پھر عورتیں بیعت کرنے آئیں تو خدا نے یہ پوری آیت نازل فرمائی: "**یاایھا النبی**"۔ اس وقت ہندہ نے تو کہا کہ ہم نے اپنے بچوں کو جب کہ وہ چھوٹے تھے، پرورش کیا اور جب وہ بڑے ہوئے تو آپ نے قتل کر ڈالا۔ اور ام الحکم بنت حارث بن ہشام نے جو عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھی، یہ عرض کی کہ وہ نیکی جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں، وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ یہ ہے کہ تم اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو۔ اپنے منہ نہ نوچو۔ اپنے بال نہ کھولو۔ اپنے گریبان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کالے نہ رنگو۔ اور ہائے وائے کر کے نہ رؤو۔ پس آنحضرت ﷺ نے انہی باتوں پر جو آیت و حدیث

میں مذکور ہیں، بیعت لینی چاہی۔ (ترجمہ مقبول استقلال پریس لاہور بار پنجم)

اور یہی حدیث تفسیر قمی میں بھی منقول ہے۔

(۲) ...... میدان کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ حضرت زینبؓ کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ:

اے خواہر گرامی! تم کو میں قسم دیتا ہوں کہ جب میں شہید ہو کر بعالم بقا رحلت کروں، گریبان چاک نہ کرنا اور منہ نہ نوچنا، واویلا نہ کرنا۔ پس اپنی حرم کو فی الجملہ تسلی و دلاسہ دے کے تہیہ سفر آخرت درست کیا۔

(جلاء العیون مترجم اردو جلد دوم ص ۱۷۸ مصنفہ علامہ باقر مجلسی مطبوعہ انصاف پریس لاہور)

شیعہ مذہب کی تفاسیر و احادیث کی بناء پر تو یہ ماتمی افعال و رسوم ناجائز ہیں۔ جن کو امام حسینؓ کی محبت و یادگار کے نام سے ملک میں پھیلایا جا رہا ہے۔ لیکن شیعہ فرقہ کے علماء اگر مروجہ ماتم کو کارِ ثواب ہی قرار دیتے ہیں تو وہ جو چاہیں اختیار کریں۔

اہل سنت کی خدمت میں

مگر مسلمانانِ اہل السنّت والجماعت کے لئے تو ان ماتمی افعال کے جائز ہونے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کیوں کہ دیوبندی ہوں یا بریلوی اہل سنت کے علماء ماتم و تعزیہ وغیرہ کو ناجائز اور حرام ہی قرار دیتے ہیں۔ اور علمائے اہل حدیث کے نزدیک بھی یہ امور ناجائز ہی ہیں۔ مسئلہ ماتم کے موضوع پر میرا ایک مختصر رسالہ ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟'' اور ایک ضخیم

کتاب ''بشارت الدارین'' صفحات ۶۱۷ شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں اہل سنت کے دلائل اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات کی تفصیل موجود ہے۔ یہاں بطور اختصار بعض حوالجات حسب ذیل ہیں:

(۱) ...... جنگ اُحد میں کفار قریش کے مقابلہ میں ستر (۷۰) اصحابؓ شہید ہوئے تھے۔ اور خود حضور رحمت للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک بھی شہید ہوئے۔ طبعاً یہ المناک واقعہ تھا۔ لیکن شرعی پہلو سے چونکہ ان اصحاب کو شہادت کا بلند مقام نصیب ہوا اور ان کی یہ قربانی قابل فخر تھی۔ راہِ حق میں مصائب و تکالیف کی وجہ سے ہی مجاہدین کے کمالات صبر و استقامت نمایاں ہوتے ہیں اور مومنین کے اس قسم کے امتحانات میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے شہدائے احد کے متعلق یہ ارشاد فرمایا:

لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

(پارہ ۴ سورۃ آل عمران رکوع ۱۴)

ترجمہ: اور نہ تم سست ہو اور نہ غم کھاؤ اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

اس آیت میں جب اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو شہدائے احد کا غم باقی رکھنے سے منع فرما دیا ہے تو غم و الم کی بنیاد پر ماتم کی ہر شکل شرعاً ممنوع قرار دی جائے گی۔ شاعر اسلام حفیظ جالندھری نے شہدائے احد کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو اپنے اشعار میں کیا خوب بیان کیا ہے۔ ؎

ہوا ارشاد بے شک قدرتی ہے غم جدائی کا
مسلماں کو نہیں واجب مگر شیوہ دہائی کا

تمھیں اسلام صبر و ضبط کی تلقین کرتا ہے
صبوری کی خدائے پاک خود تحسین کرتا ہے
شہید اک مقصد اعلیٰ کی خاطر دے کے قربانی
نوید زندگی لاتے ہیں بہر نوع انسانی
ہمیشہ احترام ان کا فروغ آدمیت ہے
مگر یہ پیٹنا رونا تو رسم جاہلیت ہے
نہ جانو مردہ آب تیغ کے لذت چشیدوں کو
خدا ضائع نہیں کرتا کبھی اپنے شہیدوں کو
لہٰذا یہ بکا، یہ پیٹنا، یہ سوگ، یہ ماتم
یہ کپڑے پھاڑ لینا، بین کرنا بیٹھ کر باہم
کرو پرہیز ان سے جاہلیت کی ہیں یہ باتیں
بجائے ان کے لازم شکر حق ہے اور مناجاتیں
یہ ارشادات والا سن کے لوگوں کو سکون آیا
سمجھ میں معنی انا الیہ راجعون آیا
ہوا امت کا شیوہ آج سے ضبط و شکیبائی
مٹی افسردگی، گلزار ہستی میں بہار آئی

(شاہنامہ اسلام جلد۴ص ۶۵)

(۲)......صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو رخسارے پیٹے اور گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کی طرح پکارے چلائے۔

سیرت کی مشہور کتاب ''رحمت للعلمین'' جلد اول میں فتح مکہ کے بیان میں رسول اللہ ﷺ سے عورتوں کی بیعت کے متعلق لکھا ہے کہ:

عورتوں سے یہ بھی اقرار لئے جاتے تھے: کسی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی، طمانچوں سے چہرہ نہ پیٹیں گی، نہ سر کے بال کھولیں گی، نہ گریبان چاک کریں گی، نہ سیاہ کپڑے پہنے گی، نہ قبر پر سوگواری میں بیٹھیں گی۔

قرآن وحدیث کے ان واضح ارشادات کے بعد کوئی سنی عالم کیا مروجہ ماتمی مظاہروں کے دیکھنے سننے کا فتویٰ دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علمائے اہل السنّت والجماعت اس قسم کے ماتمی منکرات کی واضح تردید کر کے اُمت کی رہنمائی فرماتے رہے ہیں۔ چنانچہ:

(۱)...... حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مجلس ماتم کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

اس مجلس میں بہ نیت زیارت وگریہ زاری کے بھی حاضر ہونا ناجائز ہے۔ اس واسطے کہ اس جگہ کوئی زیارت نہیں کہ زیارت کے واسطے جائے۔ اور وہاں لکڑی جو تعزیہ دار کی بنائی ہوئی ہے وہ قابل زیارت نہیں بلکہ مٹانے کے قابل ہے۔ الخ

(ب) اور فاتحہ و درود پڑھنا فی نفسہٖ درست ہے لیکن ایسی جگہ یعنی مجلس تعزیہ داری میں پڑھنے سے ایک طرح کی بے ادبی ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ ایسی مجلس اس قابل ہے کہ مٹا دی جائے اور ایسی مجلس میں نجاست معنوی ہوتی ہے۔ اور فاتحہ و درود اس جگہ پڑھنا چاہیے جو نجاست ظاہری و باطنی سے پاک ہو۔ الخ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۶۵ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

(۲)...... دیوبندی مسلک کے عظیم مقتداء قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ میں حسب ذیل سوال و جواب منقول ہے:

سوال: یوم عاشورہ کو یوم شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ گمان کرنا و احکام ماتم و نوحہ و گریہ زاری و بے قراری کے برپا کرنا اور گھر گھر مجالس شہادت نامہ منعقد کرنا اور واعظین کو بھی بالخصوص ان ایام میں شہادت نامہ یا وفات نامہ بیان کرنا خاص کر روایات خلاف وضعیفہ سے۔ اور یہ کل امور بدعات و معصیت ہیں یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

جواب: ذکر شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا بمشابہت روافض کے منع ہے۔ اور ماتم و نوحہ کرنا حرام ہے۔ الخ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۵)

(ب) سوال: غم کرنا امام حسینؓ کا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غم اس وقت تھا، جب آپ شہید ہوئے۔ تمام عمر غم کرنا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۷۱)

(ماخوذ از یادگارِ حسینؓ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ ص ۳ تا ۹)

اہل السنّت کی تعریف حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے

''احتجاج طبرسی'' شیعہ مذہب کی مستند کتاب میں ہے کہ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰؓ بصرہ میں خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص نے آپؓ سے دریافت کیا کہ اَھلُ الجَمَاعَةِ، اَھلُ الفِرقَةِ، اَھلُ البِدعَةِ اور اَھلُ السُّنَّةِ کون لوگ ہیں؟

اس کے جواب میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا:

اَمَّا اَھلُ الجَمَاعَةِ فانَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِی وَ اِنْ قَلُّوا وَ ذٰلِکَ الحَقُّ عَنْ اَمرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَ عَنْ اَمرِ رَسُولِہٖ وَ اَھلُ الفِرقَةِ الْمُخَالِفُونَ لِی وَلِمَنِ اتَّبَعَنِی وَ اِنْ کَثُرُوا اَمَّا اَھلُ السُّنَّةِ فَالْمُتَمَسِّکُونَ بِمَا سَنَّہُ اللّٰہِ وَ رَسُولُہٗ وَاِنْ قَلُّوا. وَاَمَّا اَھلُ البِدعَةِ فَالْمُخَالِفُونَ لاَمرِ اللّٰہِ وَ لِکِتَابِہٖ وَلِرَسُولِہِ الْعَامِلُونَ بِرَأیِھِم وَ اَھوَائِھِم وَ اِنْ کَثُرُوا (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۶)

ترجمہ: اہل الجماعت میں ہوں یعنی وہ لوگ جو میری اتباع کریں اگرچہ وہ تھوڑے ہوں اور یہ حق ہے اللہ تعالیٰ کے امر سے اور اس کے رسول ﷺ کے امر سے اور الفرقہ وہ ہیں جو میرے مخالف ہیں۔ اور اہل السنّت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے طریقے (حکم) اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں اگرچہ وہ کہیں تھوڑے ہوں۔ اور

اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف ہیں، جو اپنی آراء اور خواہشات پر عمل کرنے والے ہیں اگر چہ وہ کہیں زیادہ ہوں۔ (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۶)

امام حسن ؓ اور امام حسین ؓ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا:

اَوَلَمْ یُبَلِّغُکُمْ قَوْلٌ مُسْتَفِیْضٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ لِیْ وَ لِاَخِیْ اَنْتُمَا سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَقُرَّةُ عَیْنِ اَهْلِ السُّنَّةِ فَاِنْ صَدَقْتُمُوْنِیْ بِمَا اَقُوْلُ وَ هُوَ الْحَقُّ وَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُ کِذْبًا

(تاریخ ابن خلدون جلد دوم ص۵۳۳ وتاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم ص۲۶ طبع بیروت)

ترجمہ: کیا تم کو یہ خبر نہیں پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی (حضرت حسن ؓ) کے حق میں یہ فرمایا تھا کہ تم دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہو۔ اور تم دونوں اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو؟ پس جو میں نے تم سے کہا ہے اس کی تصدیق کرو اور یہی سچ ہے۔ بخدا میں نے جھوٹ نہیں بولا۔

شانِ امام حسینؓ

قائدِ اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ چکوالی نے شانِ امام حسینؓ کیا خوب بیان کی ہے:

کس کے سیما سے نمایاں تھا ولایت کا نشاں
کس کے چہرہ کی چمک مثل چراغِ تاباں؟
کس کے دم سے ہوئی عالم میں حقیقت عریاں؟
کس کے سینہ میں منور تھا چراغِ عرفاں؟
جو نواسہ تھا محمدؐ کا، علیؓ کا پیارا
حضرتِ فاطمہؓ کی آنکھ کا جو تھا تارا
خوف دشمن کا نہ اعداء کی ستم گاری کا
تیغ و خنجر کا نہ باطل کی جفا کاری کا
چینی و رومی و ہندی کا، نہ تاتاری کا
قلب مومن میں بھروسہ تھا فقط باری کا
گرز توحید سے دشمن کے صنم کو توڑا
راہِ حق میں بخوشی جاہ و حشم کو چھوڑا
تخت و دولت نہ حکومت کا وہ شیدائی تھا
مظہرِ حق تھا شہادت کا وہ خود داعی تھا

(قائد اہل سنت نمبر ماہنامہ حق چار یار ج ۱۸ ش ۳ ص ۱۲۶۵)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

☆☆☆☆

آلؓ واصحابِؓ نبی ﷺ (حصہ سوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ۔
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

آیت مباہلہ اور آلؓ واصحابؓ

آیت مباہلہ میں جس واقعہ کا بیان ہے، اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے قریب نجران نام کی ایک بستی تھی۔ جس میں عیسائی آباد تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت اور آپ کی فتوحات کی خبر ان کو پہنچی تو ۹ ہجری میں اور بقول بعض ۸ ہجری میں ایک جماعت ان عیسائیوں کی حاضر خدمت ہوئی۔

(۲) اس موقع پر یہ آیت مباہلہ اُتری: (پ۳ سورۃ آل عمران ع۶ آیت ۶۱)

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآئَنَا وَ اَبْنَآئَکُمْ وَ نِسَآئَنَا وَ نِسَآئَکُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ۵

ترجمہ: پھر جو شخص آپ ﷺ سے عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں حجت کرے، آپ کے پاس علم آئے پیچھے تو آپ ﷺ فرما دیجیے کہ آجاؤ۔ ہم بلالیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری

عورتوں کو اور خود اپنی جان کو اور تمہاری جانوں کو۔ پھر ہم خوب دل سے دُعا کریں اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں اُن پر جو ناحق ہوں۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم خداوندی ان عیسائیوں کو دیا۔ ان لوگوں نے کہا: اچھا! ہم آپس میں مشورہ کر کے اس کا جواب دیں گے۔ لیکن جب اُن لوگوں نے اپنے بڑے بوڑھوں سے مشورہ لیا تو انہوں نے کہا کہ جب کسی قوم نے کسی نبی سے مباہلہ کیا تو نہ ان کا بوڑھا بچا، نہ بچہ۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ یہ سن کر ان کی ہمت پست ہوگئی۔ اور انہوں نے مباہلہ سے قطعی انکار کر دیا۔ اور ''جزیہ'' دینا قبول کرلیا۔ ہر سال دو ہزار جوڑے کپڑے صفر کے مہینہ میں اور ایک ہزار جوڑے کپڑے رجب کے مہینہ میں دینا انہوں نے منظور کرلیا۔

(۴) رسول اللہ ﷺ اس مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ چنانچہ تفسیر در منثور جلد دوم ص۴۰ اور تفسیر روح المعانی جلد اول ص۴۰۶ میں ہے:

اخرج ابن عساکر عن جعفر ابن محمد عن ابیه فی هذه الایات تعالوا ندع ابنائنا ...... الآیة

قال فجاء بابی بکر و ولدهٖ و بعمر و ولدهٖ و بعثمان و ولدهٖ و بعلی و ولدهٖ

ترجمہ: ابن عساکر نے امام جعفر صادقؒ سے، انہوں نے اپنے والد سے اسی آیت یعنی ''تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَ اَبْنَائَکُمْ'' کے متعلق روایت کیا ہے کہ آپﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو بھی مع ان کی اولاد کے بلا لیا تھا۔ اور حضرت عمرؓ کو بھی مع ان کی اولاد کے بلا لیا تھا۔ اور حضرت عثمانؓ کو بھی مع ان کی اولاد کے اور حضرت علیؓ کو بھی مع ان کی اولاد کے بلا لیا تھا۔

(تفسیر درمنثور ج ۲، تفسیر آیت مباہلہ از مولانا عبدالشکور لکھنوی، تحفہ خلافت ص ۴۴۲)

(۱) یہ قصہ مختصر اس واقعہ مباہلہ کا تھا۔

(۲) روایت سے اگر ثابت ہوتا ہے تو زائد از زائد یہ کہ آں حضرتﷺ نے ان حضرات کو بلایا۔ باقی رہا کہ ''اَنْفُسَنَا'' سے مراد حضرت علیؓ اور فلاں لفظ سے فلاں اور فلاں سے فلاں مراد ہیں، یہ مضمون کسی روایت میں نہیں۔ ان الفاظ کی مراد جس نے بھی بیان کی ہے، اس نے اپنی رائے سے بیان کی ہے۔ اس کو حدیث کی طرف منسوب کرنا، رسول اللہﷺ سے منقول کہنا کذب و افتراء ہے۔

(۳) لفظ ''اَنْفُسَنَا'' سے حضرت علیؓ کے مراد ہونے پر مفسرین اہل سنت کا اجماع بیان کرنا بھی خالص بہتان ہے۔ بلکہ محققین مفسرین اس کے خلاف ہیں۔ تفسیر طبری جلد سوم ص ۱۹۲ میں ہے:

لا نسلم ان المراد بانفسنا الامیر بل المراد نفسه الشریفة صلی الله علیه وسلم

(بحوالہ تفسیر آیت مباہلہ تحفہ خلافت ص ۴۴۶)

ترجمہ: ہم نہیں مانتے کہ ''اَنْفُسَنَا'' سے جناب امیر مراد ہیں، بلکہ اس سے مراد خود آنحضرت ﷺ کا نفس مقدس ہے۔

(ب) تفسیر کشاف میں ہے:

ندع ابنائنا و ابنائکم ای یدع کل منی و منکم ابنائه و نسائه و نفسه الی المباهلة

ترجمہ: ''نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَ اَبْنَائَکُمْ'' کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص ہم میں سے اور تم میں سے اپنے بیٹوں کو اور عورتوں کو اور اپنے نفس (اپنی ذات) کو مباہلہ کی طرف بلائے۔

(ج) تفسیر بیضاوی میں ہے:

ای یدع کل منا و منکم نفسه و اعزۃ اهله

ترجمہ: یعنی بلائے ہر شخص ہم میں سے اور تم میں سے اپنے نفس کو اور اپنے خاندان کے عزیز تر لوگوں کو۔ (بحوالہ ایضاً ص ۴۴۹)

(۴) ''اَنْفُسَنَا'' سے حضرت علیؓ کا مراد ہونا اور ''نِسَآئَنَا'' سے حضرت فاطمہؓ کا اور ''اَبْنَائَنَا'' سے حضرات حسنینؓ کا لغت عرب اور محاورہ قرآنی کے خلاف ہے۔ انفس جمع نفس کی ہے۔ نفس ہر شخص کا اس کی ذات کو کہتے ہیں، نہ کہ دوسرے کو۔ پھر لفظ جمع سے شخص واحد کو مراد لینا بھی ناجائز ہے الا مجازاً۔ محاورہ قرآنی دیکھئے تو قرآن مجید میں کئی جگہ آنحضرت ﷺ کو تمام اہل مکہ اور تمام مسلمانوں کے انفس سے فرمایا:

قولہٗ تعالیٰ: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۴)

ترجمہ: تحقیق اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی کی جنس (بشر) سے۔

(ب) و قولہٗ تعالیٰ: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (التوبہ ۱۲۸)

ترجمہ: (اے لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں۔

لہٰذا صرف حضرت علیؓ کو لفظ انفس سے مراد لینا اور سب کو خارج کر دینا، ان آیات کے خلاف ہوگا۔

(۵) لفظ "اَبْـنَـائَنَا" جمع اِبْن کی ہے۔لغت عربی میں اپنے بیٹے کو ابن کہتے ہیں۔نواسے کو ابن البنت کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں آنخضرت ﷺ کی نسبت فرمایا کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں ہیں:

قولہٗ تعالیٰ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (پ۲۱ سورۃ احزاب آیت ۴۰)

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔

لہٰذا کسی مرد کو آپ کا بیٹا کہنا، اس آیت کے خلاف ہو گا۔

احادیث میں بے شک وارد ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حسینؓ کو بیٹا فرمایا۔ مگر یہ فرمانا بطور مجاز کے محض اظہارِ محبت کے لئے تھا۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

(٦) لفظ "نِسَآء" جمع ہے۔ اس کے معنیٰ عورتوں کے ہیں۔ جب یہ لفظ کسی شخص کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس سے مراد اس شخص کی زوجہ مراد ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ یہ لفظ مضاف ہو مستعمل ہوا ہے۔ اور وہاں بالاتفاق زوجہ مراد ہے۔

سورۃ احزاب میں "یَا نِسَآءَ النَّبِیّ" سے بلا اختلاف آپ کی ازواج مطہرات مراد ہیں۔ لہٰذا اس لفظ سے حضرت فاطمہؓ کو مراد لینا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ کسی زبان میں کسی کی بیٹی کو اس کی عورت کہنا درست نہیں ہے۔

نفس رسول ﷺ سے حضرت علیؓ مراد لینے کی خرابی

"اَنْفُسَنَا" سے حضرت علیؓ کو مراد لیا جائے تو خرابی یہ ہے کہ حضرت علیؓ کا نفس رسول ہونا حقیقی معنیٰ میں تو ہو نہیں سکتا۔ ورنہ حضرت علیؓ کا نبی ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ اور اس سے بڑھ کر خرابی یہ ہو گی کہ معاذ اللہ

معاذ اللہ جناب سیدہ فاطمہؓ کا نکاح آپ کے ساتھ درست نہ ہوگا۔ لا محالہ مجازی طور پر حضرت علیؓ کو نفس رسول کہا جائے گا۔ تو اس صورت میں نہ ان کا معصوم ہونا ثابت ہوگا، نہ تمام صحابہؓ سے افضل ہونا۔ کیوں کہ مجاز میں حقیقت کے تمام اوصاف کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ اس مجاز کا استعمال محض چچا زاد بھائی ہونے کی وجہ سے مانا جائے گا۔ جیسا کہ تفسیر معالم سے اوپر منقول ہوا کہ عرب چچا کے بیٹے کو نفس کہہ دیتے تھے۔ اور اگر خواہ مخواہ نفس رسول ہونے سے استحقاقِ خلافت ثابت ہو تو پھر یہ استحقاق تمام صحابہؓ بلکہ تمام اہل مکہ کے لئے ماننا پڑے گا۔ کیوں کہ قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کو ان سب کے انفس سے فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ اوپر منقول ہوا۔

(تفسیر آیت مباہلہ، تحفہ خلافت ص ۴۵۳)

فائدہ: مباہلہ سے پہلے آن حضرت ﷺ نے ان حضرات (حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمرؓ وغیرہ) کو بلایا، ازواج مطہراتؓ کو نہ بلایا۔ اس کی حکمت ہمارے بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہوگئی۔ جو حضرات الفاظ آیت سے مراد نہ ہو سکتے تھے، ان کو آپ ﷺ نے قبل از وقت اس لئے بلایا کہ ان کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ آنحضرت ﷺ ہم کو اپنے ہمراہ نہ لے جائیں گے اور ان کی دِل شکنی نہ ہو۔ اور جو حضرات الفاظ آیت سے مراد تھے، ان کے بلانے میں آپ نے عجلت نہ فرمائی، بلکہ انتظار فرمایا کہ نصاریٰ کی منظوری معلوم ہو جائے تو ان کو بلایا جائے۔ یہ بالکل ویسا ہی ہوا کہ آیت

تطہیر کے نازل ہونے کے بعد جو لوگ لفظ اہل بیت سے مراد نہ ہو سکتے تھے، ان کو کملی میں لے کر آپ ﷺ نے دُعا مانگی۔ اور جو لوگ لفظ اہل بیت سے مراد تھے، ان کو دُعا میں شامل نہ کیا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے شامل ہونا چاہا تو آپ ﷺ نے ان کو یہ کہہ کر روک دیا کہ ''اِنَّکِ عَلٰی خَیْر'' یعنی تم بہتر حالت میں ہو۔ (تحفہ خلافت زیر آیت مباہلہ ص ۴۵۲)

حضرت فاطمہؓ کے فضائل

(۱) ...... سَیِّدَاتُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَرْبَعٌ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَان فَاطِمَةُ وَ خَدِیْجَةُ وَ اٰسِیَةُ امْرَاۃُ فِرْعَوْن (الجامع الصغیر البانی ج ۱ حدیث ۳۶۷۸)

ترجمہ: اہل جنت میں عورتوں کی چار سردار ہوں گی: حضرت مریمؑ بنت عمران، حضرت فاطمہؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت آسیہؑ۔

(صحیح ...... احادیث صحیحہ البانی جلد ثامت حدیث ۱۴۲۴ ...... (۲) رواہ الطبرانی (۲/۱۵۰/۳) عن ابن عباس ...... قلت وھذا اسناد صحیح۔ علی شرط مسلم ...... (۳) اخرجہ الحاکم (۱۸۵/۳) وقال: صحیح علی شرط الشیخین)

(۲) ...... یَا فَاطِمَةُ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ سَیِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَتْ فَضَحِکْتُ ضَحِکِی الَّذِیْ رَاَیْتِ (صحیح)

اے فاطمہؓ! کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہو جاتی کہ تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو۔ یا اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو۔ حضرت فاطمہؓ

فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں ہنس پڑی جس طرح کہ آپ ﷺ نے مجھے ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔

(۱) احادیث صحیحہ جلد ششم حدیث ۲۹۴۸ ...... (۲) اخرجہ البخاری ۶۲۸۶ ...... (۳) مسلم شریف (حدیث جلد سوم ۶۳۱۳) ...... (۴) والنسائی فی الکبریٰ ...... (۵) ابن ماجہ ۱۶۲۱ ...... (۶) والطحاوی فی مشکل الآثار ۴۸۔۴۹ ...... (۷) ابن سعد ۲۷/۲۶/۸ مسند احمد ۲۸۲/۶)

(۳) ...... اِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ یُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاھَا وَ یُنْصِبُنِیْ مَا اَنْصَبَھَا

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے۔ مجھے تکلیف دیتی ہے، وہ چیز کہ جو اسے تکلیف دیتی ہے۔

(صحیح ...... جامعہ الصغیر للسیوطی جامع الصغیر البانی جلد اول ...... حدیث ۲۳۲۶ (مسلم شریف جلد سوم حدیث ۶۳۰۸ ...... ترمذی، جلد دوم باب مناقب فاطمہ۔ مستدرک حاکم)

معجزاتِ نبوی ﷺ اور عصر حاضر

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

اس سلسلے میں افادۂ قارئین کے لئے یہاں بحوالہ ہفت روزہ ''تکبیر'' (کراچی) ایک ایسا معجزہ پیش کیا جاتا ہے جس کا تعلق حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہے:

جنت البقیع سے دُخترِ رسولؐ کا جسد مبارک چوری کرنے کی سازش

سازش جنرل ضیاء الحق کے تعاون سے ناکام بنائی گئی تھی

حکومت نے سازش میں ملوث تمام افراد کو بم سے اُڑا دیا

ہفت روزہ ''الصادق'' بہاولپور نے مشرق وسطیٰ میں طویل عرصے سے مقیم اہل قلم جناب اقبال سہیل کے حوالے سے انکشاف کیا ہے کہ سارے عالم اسلام کے ایک مفکر نے ۱۹۸۵ء میں مراکش سے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد خواب میں دو بار سرورِ کائنات ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اور انہیں اُداس پایا تھا۔ جس کے بعد مراکش کے ایک عالم دین کے مشورہ پر وہ کراچی آ گئے۔ اور انہوں نے اس وقت کے صدر مرحوم جنرل ضیاء الحق سے رابطہ کیا۔ جس پر ضیاء الحق کراچی پہنچے اور اس مفکر کی جانب سے خواب کی تفصیل سننے کے بعد بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر فوری طور پر اجازت طلب کر کے اسلام آباد پہنچے اور جاتے ہی شاہ فہد سے فون پر رابطہ کر کے حرمین شریفین کے حفاظتی معاملات کے لئے پاکستان کی خدمات پیش کیں، جو شاہ فہد نے منظور کر لیں۔ چنانچہ پاکستان کے کمانڈوز کا ایک تربیت یافتہ دستہ مدینہ منورہ بھیجا گیا۔ جس نے جنت البقیع کی ایک قبر کے نزدیک سے آنے والی آوازوں پر تفتیش کی۔ اور علماءِ مدینہ اور امام حرم نبوی کے فتوؤں کے بعد وہ جگہ کھودی گئی تو کھودنے والا دھڑام سے اندر جا پڑا۔ چنانچہ سارے فوجی اندر کود گئے۔ پہلے گرنے والے کو ایک گولی لگی۔ یہ ایک سرنگ تھی جس میں روشنی کا زبردست انتظام تھا۔ یہ خندق جنت البقیع کے عقب میں ایک بڑے ہوٹل میں جا نکلی تھی۔ مکمل معلومات پر پتہ چلا کہ یہ ہوٹل ایک بیوہ کا ہے اور اس وقت یہاں کوئی دو ڈھائی سو کے لگ بھگ ایک مخصوص فرقے اور مخصوص ملک کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سعودی حکومت نے یہ عمارت بم سے اُڑا دی۔ بعد ازاں بلڈوزروں کی مدد سے زمین ہموار کر دی۔ اس طرح یہ عمارت اپنے مکینوں سمیت زمین بوس ہوگئی۔ سعودی حکومت نے مکان کی بیوہ مالکہ کو گرفتار کر لیا اور ضروری قانونی اور شرعی کاروائی کی۔ سعودی حکومت نے اس ضمن میں جو رپورٹ مرتب کی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ یہ مخصوص فرقہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے جسد مبارک کو اپنے ملک میں منتقل کرنا چاہتا تھا۔ نیز جنت البقیع میں دیگر اصحابِؓ رسول (ﷺ) کی قبروں کے ساتھ توہین آمیز سلوک کرنا چاہتا تھا۔ پنجاب کے اخبار ''الصادق'' نے بتایا ہے کہ لبنان سے شائع ہونے والے عربی کے معروف ہفت روزہ ''المجلة العربيه'' مورخہ

۱۲ تا ۱۹ اپریل ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں اس مخصوص ملک کے مخصوص فرقہ کے عزائم اور اس کی کوششوں کی پوری کہانی تصاویر کے ساتھ شائع ہو چکی ہے‘‘۔

(بشکریہ تکبیر ۱۵ تا ۲۱ دسمبر ۱۹۸۹ء)

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں: حضور خاتم النّبیین ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں: حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُمّ کلثومؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراءؓ۔ یہ چاروں آنحضرت ﷺ کے نکاح کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ہیں۔ (ملاحظہ ہو اصول کافی مولفہ شیخ محمد یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ، حیات القلوب مولفہ شیعہ رئیس المحد ثین باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ اور کنز الانساب وغیرہ)

اور اہل تشیع کی مستند کتاب تحفۃ العوام میں تو حضرت فاطمۃ الزہراءؓ پر درود پڑھنے کے علاوہ حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ پر بھی درود پڑھا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

(۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی فَاطِمَۃِ بِنْتِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہِ السَّلَام (تحفۃ العوام حصہ اول ص ۱۱۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۹۳۱ء)

اے اللہ درود بھیج اپنے نبی محمد علیہ وعلیٰ آلہ السلام کی بیٹی فاطمہؓ پر۔

(۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّۃَ بِنْتِ نَبِیِّکَ (ایضاً ص ۱۱۲)

اے اللہ درود بھیج اوپر اپنے نبی ﷺ کی بیٹی رقیہؓ پر۔

(۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کَلْثُوْم بِنْتِ نَبِیِّکَ (ایضاً ص ۱۱۲)

اے اللہ درود بھیج اوپر اپنے نبی ﷺ کی بیٹی ام کلثومؓ پر۔

درود کے مندرجہ الفاظ سے ثابت ہوا کہ جس طرح حضرت فاطمہؓ نبی کریم ﷺ کی بیٹی ہیں، اسی طرح حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ بھی نبی کریم ﷺ کی بیٹیاں ہیں۔ اور ان تینوں پر بلاواسطہ درود بھیجا گیا۔ علاوہ ازیں یہ بھی مذہب شیعہ کی مستند کتابوں سے ثابت ہے کہ نبی کریم رحمۃ للعالمین ﷺ کی ان دونوں صاحبزادیوں یعنی حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اگر حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ سے نکاح کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے داماد ہیں تو حضرت عثمان ذوالنورینؓ آنحضرت ﷺ کے دوہرے داماد ہیں۔ اور اسی بناپر آپ ذوالنورینؓ کے لقب سے مشہور ہیں۔ اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے بھی آپؓ کے دامادِ رسول (ﷺ) ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ نہج البلاغۃ میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے فرمایا:

وَ اَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَشِیْجَۃَ رَحِم مِنْھُمَا وَ قَدْ نِلْتَ مِنْ صِھْرِہٖ مَا لَمْ یَنَالَا (نہج البلاغۃ خطبہ ۱۶۳)

ایک شیعہ مصنف مرزا یوسف حسین اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اورتم رسول اللہ ﷺ کی خاندانی قرابت کے لحاظ سے ان دونوں (یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ فاروق) سے زیادہ قریب ہو۔ اور ایک طرح کی ان کی دامادی بھی تمہیں حاصل ہے جو انہیں حاصل نہ

تھی۔ (نہج البلاغۃ مترجم خطبہ ۱۶۳ص ۴۹۲ ناشر شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور)

مرزا یوسف حسین نے اپنی شیعی عادت کے مطابق حضرت علی المرتضیٰؓ کے اس قول "قَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ" کا ترجمہ "ایک طرح کی ان کی دامادی" کیا ہے۔ بھلا بتایئے کہ یہ "ایک طرح کی" کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ پھر ص ۴۹۶ پر مرزا صاحب اس کے متعلق مزید خامہ فرمائی یوں کرتے ہیں کہ:

چاہے پروردہ سہی مگر آنحضرت ﷺ کے گھر کی لڑکیاں تم سے منسوب ہوئیں، نہ کہ ان سے۔

مرزا صاحب نے یہاں تقیہ سے کام لیا ہے۔ ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو آپ کے دامادِ رسول ہونے کا اعتراف فرمایا، وہ بھی از روئے تقیہ تھا ورنہ اگر حضرت علی المرتضیٰؓ تقیہ نہ کرتے تو حضرت عثمانؓ کے دامادِ رسول ہونے کا اعتراف ہی کیوں کرتے؟ کیوں کہ حقیقی داماد تو وہی ہوتا ہے جس کو کوئی حقیقی بیٹی دیتا ہے۔ یہ تقیہ ایسی بلا ہے کہ کسی جگہ ان حضرات کو نہیں چھوڑتی۔ چنانچہ اصول کافی میں شیخ یعقوب کلینی نے جو صاف لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے نکاح کے بعد حضرت خدیجہؓ سے یہ چاروں صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، تو اصول کافی کے مترجم مولوی ظفر حسن صاحب امروہوی نے قوسین میں لکھ دیا کہ یہ از روئے تقیہ لکھا گیا ہے۔ اور شیخ یعقوب کلینی نے آنحضرت ﷺ کی تاریخ پیدائش ۱۲ ربیع الاول لکھی تو شیعہ علماء نے یہ فرما دیا کہ یہ تاریخ بھی انہوں نے از روئے تقیہ لکھی ہے،

ورنہ اہل تشیع کا اس بات پر اجماع ہے کہ تاریخ ولادت ۱۷ ربیع الاول ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل میں نے ماہنامہ حق چار یارؓ کے ربیع الاول ۱۴۱۰ھ کے شمارہ میں لکھ دی ہے، جو قابل ملاحظہ ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے نسب نامہ کی کتابوں میں عموماً چار صاحبزادیوں ہی کا ذکر ہے اور حضرت فاطمۃؓ الزہراء کا نام یعنی تین صاحبزادیوں کے بعد آتا ہے۔ اور ان چاروں کی قبریں بھی جنت البقیع میں ہیں، رضوان اللہ علیہن۔ علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں کہ بالفرض اگر حضرت رقیہؓ و حضرت اُمّ کلثومؓ پروردہ تھیں تو آنحضرت ﷺ نے اپنی پروردہ بچیوں کا نکاح بھی کسی صالح اور متقی صحابہؓ سے ہی کیا ہوگا۔ اس دوسرے فرضی قول پر بھی تو حضرت عثمانؓ رحمۃ للعالمین ﷺ کے محبوب قرار پاتے ہیں۔

جنہیں سعودی حکومت حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی قبر مبارک پر ماتم کرنے کی اجازت نہیں دیتی، ان کا منصوبہ ہوگا کہ خاتونِ جنت کے جسد مبارک کو اپنے ملک لے جائیں اور پھر آزادی سے ان پر ماتم کرتے رہیں۔ اور ''تکبیر'' میں شائع شدہ خبر سے بھی یہی معلوم ہوا ہے کہ یہی دوسرا گروہ اس منصوبہ کا مرتکب ہوا ہے۔ کیوں کہ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ''نیز جنت البقیع میں دیگر اصحابؓ رسول (ﷺ) کی قبروں کے ساتھ توہین آمیز سلوک کرنا چاہتا تھا''۔ لیکن قادرِ مطلق نے معجزانہ طور پر دشمنان اصحاب و اہل بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے شرمناک منصوبے کو خاک میں ملا دیا اور وہ قہر

الٰہی کی لپیٹ میں آ کر ہلاک ہو گئے۔ (ماخوذ از ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۲ ش ۵)

خلیفہ اول حضرت صدیق اکبرؓ کی نبی ﷺ اور اہل بیتؓ سے قرابت

(۱) ...... آپ کا پُر افتخار خطاب صدیق آنحضرت ﷺ کا ہی عطا کردہ ہے۔ حضور ﷺ نے ہی فرمایا تھا: اے ابوبکرؓ! تو صدیق ہے۔

(تفسیر قمی ص ۱۵۷ ایران)

(۲) ...... حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں: ابوبکرؓ صدیق ہیں، صدیق ہیں۔ جو انہیں صدیق نہ کہے، خدا تعالیٰ اس کی کسی بات کو دُنیا اور آخرت میں سچا نہ کرے۔ (کشف الغمہ عن مترقبہ الائمہ ص ۲۲۰ ایران)

(۳) ...... حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی ہجرت کا حکم دیا تو یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ کو بھی اپنے ساتھ لے لے۔ کیوں کہ اگر وہ تیرا ساتھی رہے اور محبت کے ساتھ تیری امداد کرے تو جنت میں بھی تیرا رفیق ہوگا۔

(تفسیر امام حسن عسکری ص ۱۶۴ ایران)

جب امام باقرؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس حدیث کے متعلق کیا خیال ہے کہ جبریل امین آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کے بعد فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ سے پوچھو کہ کیا وہ مجھ سے راضی ہے؟ میں تو اس سے راضی ہوں۔ حضرت امام باقرؒ نے فرمایا:

لست بمنکر فضل ابی بکر (احتجاج طبرسی ص۲۲۹ (ترجمہ) مطبوعہ ایران)

ترجمہ: میں حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں۔

(۴) ...... حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ اگر آپ کی وفات ہو جائے تو سب لوگ ابوبکرؓ کی بیعت کریں گے۔

(فروع کافی کتاب الروضہ ص۱۶۰ مطبوعہ لکھنؤ)

پس جب صحابہؓ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بھی آپ کی بیعت کر لی۔

(فروع کافی کتاب الروضہ ص۱۳۹ مطبوعہ لکھنؤ)

(۵) ...... حضرت علیؓ نمازیں بھی حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے ہی ادا کیا کرتے تھے۔

ثم قام و تهيا للصلوة و حضر المسجد و صلى خلف ابى بكر

(احتجاج طبرسی ص۶۰ ایران و کتاب الخرائج مطبوعہ بمبئی)

آنحضرت ﷺ کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ کو اس قدر قرب حاصل تھا کہ حضرت فاطمۃؓ الزہرہ کا جہیز بھی انہوں نے ہی خریدا تھا۔ حضرت عمارؓ اور حضرت بلالؓ آپ کے ساتھ اس سامان کے اُٹھانے والے تھے۔

(بحار الانوار ج۱۰ ص۳۵ مطبوعہ ایران)

(۶) ...... حضور اکرم ﷺ نے آخری وقت میں آپ کو ہی اپنی جگہ امام نماز مقرر کیا تھا۔

(ناسخ التواریخ ج۱ از کتاب دوم ص۵۴۷)

حضرت فاطمۃؓ الزہرہ کی وفات حضرت ابوبکرؓ کے ہی عہد خلافت میں واقع ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ کی بیوی حضرت اسماءؓ بنت عمیس نے ہی حضرت سیدہؓ کو غسل دیا تھا۔ (بحار الانوار ج ۱۰ ص ۵۵ مطبوعہ ایران)

(۷) ...... حضرت علیؓ حضرت امیر معاویہؓ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق ایک خط میں لکھتے ہیں:

و لعمری ان مکانهما فی الاسلام لعظیم و ان المضاب بهما لجرحٌ فی الاسلام شدید یرحمها الله و جزاهما باحسن ما عملا (شرح نہج البلاغۃ علامہ میثم بحرانی مطبوعہ طہران)

ترجمہ: مجھے اپنی جان کی قسم! ان دونوں کا مقام اسلام میں بہت عظمت رکھتا ہے۔ اور تحقیق ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے اور انہیں ان کے اچھے کاموں کی جزاء دے۔

خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظمؓ کی نبی ﷺ اور علیؓ سے رشتہ داریاں

(۱) ...... آنحضرت ﷺ نے اُم المؤمنین حضرت حفصہؓ سے جو حضرت فاروق اعظمؓ کی بیٹی تھیں، فرمایا:

ان ابابکر یلی الخلافة بعدی ثم من بعده ابوک فقالت من

اخبرک بھذا قال اللہ اخبرنی (تفسیر قمی ص ۳۵۴ مطبوعہ ایران)

ترجمہ: بے شک میرے بعد ابوبکرؓ والیٔ خلافت ہوں گے، پھر ان کے بعد تمہارے والد۔ حضرت حفصہؓ نے پوچھا: آپ ﷺ کو یہ کس نے بتایا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے۔

(۲) ...... آپؓ کے زمانے میں اسلام بہت سر بلند ہوا۔ بہت سی وہ پیش گوئیاں جن کی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بشارت دی تھی، آپؓ کے ہاتھوں پوری ہوئیں۔ قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں پر اسلام کا پرچم لہرایا۔ سیدنا حضرت علیؓ آپ کی ذات اقدس کو بے مثل و بے نظیر جانتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ حضرت عمرؓ کے بعد مسلمانوں کو روئے زمین پر کوئی پناہ نہیں مل سکتی۔ چنانچہ آپ نے جنگ روم کے موقعہ پر حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے صاف فرما دیا تھا:

لَیْسَ بَعْدَکَ مَرْجِعٌ یَّرْجِعُوْنَ اِلَیْه (نہج البلاغۃ ج اص ۴۳۵ خطبہ ۱۳۴)

ترجمہ: نہ تمہارے بعد کوئی ایسی جگہ رہے گی، جہاں پلٹ کر آ سکیں۔

(۳) ...... اسی طرح جب جنگ فارس کے موقعہ پر حضرت فاروق اعظمؓ نے خود میدانِ جنگ میں جانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت علیؓ نے مشورہ دیا: (ہم لوگوں سے اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کر کے رہیں گے اور اپنے لشکر کی خود مدد فرمائیں گے) قیم الامر یعنی خلیفہ کی وہ حیثیت

ہوتی ہے جو ہار کے دانوں میں دھاگے کی ہوتی ہے۔ دھاگہ ہی ان سب کو جمع اور ملائے ہوئے رکھتا ہے۔عرب آج اگرچہ تعداد میں کم ہیں لیکن اسلام کے سبب سے عزیز ہیں۔ اور باہمی اتحاد کے باعث باعزت ہیں۔ آپ ان کے دائرہ کے مرکز بنے رہیے اور عرب کی چکی کو گردش دیجیے اور خود جنگ میں نہ جایئے۔ کیوں کہ اگر آپ سرزمین سے اُٹھے تو تمام عرب ہر چہار طرف سے آپ کے ساتھ چل پڑیں گے اور پیچھے حفاظت کے لئے کوئی نہیں رہے گا۔ نیز عجمی لوگ جب آپ کو جنگ میں دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ شخص عربوں کی جڑ ہے۔ اگر اس کو کاٹ ڈالو تو ہمیشہ کے لئے آرام پاؤ گے۔

(خطبہ نمبر ۱۴۶ عمرؓ بن خطاب کو حضرت علیؓ کا مشورہ، نہج البلاغۃ ج ا ص ۴۵۰)

تزویج اُمّ کلثوم بنت علیؓ

(۴) ......جس طرح حضرت علیؓ کا نکاح آنحضرتﷺ کی ایک نواسی سیدہ امامہؓ سے ہوا، اسی طرح حضرت عمرؓ کا نکاح بھی آنحضرتﷺ کی ایک نواسی سیدہ اُم کلثومؓ سے ہوا تھا۔ حضرت علیؓ کی یہ صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کےبطن سے تھیں۔ یہ نکاح ایک ناقابل انکار تاریخی واقعہ ہے۔فروع کافی میں اس پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی اُم کلثومؓ کا ولی نکاح حضرت عباسؓ کو بنایا تھا۔

(فروع کافی باب تزویج اُم کلثوم ۲ ص ۱۴۱)

(۵)......حضرت امام باقرؒ سے یہ حدیث سند کے ساتھ مروی ہے:

عن جعفر عن ابیه قال ماتت ام کلثوم بنت علی و ابنها زید بن عمر بن الخطاب فی ساعة واحدة لا یدری ایّهُما هلک قبل فلم یورث احدهما من الاخر و صلی علیها جمیعًا

(تہذیب الاحکام کتاب المیراث ج ۲ ص ۳۸۰ مطبوعہ ایران)

یعنی حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثوم اور اس کا بیٹا زید جو حضرت عمرؓ کی صلب سے تھا، ایک ہی گھڑی میں فوت ہوئے تھے۔

ایک دفعہ امام جعفر صادقؒ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ بیوہ عورت اپنی عدت کہاں گذارے۔ آپ نے فرمایا: جہاں چاہے۔ اور دلیل میں ارشاد فرمایا:

ان علیًا صلوٰت اللہ علیه لما توفی عمر اتی ام کلثوم فانطلق بها الٰی بیتهٖ

یعنی جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے تو حضرت علیؓ اُم کلثومؓ کے پاس آئے اور اسے اپنے گھر لے گئے۔

(فروع کافی باب التوفی عنہا زوجہا المدخول بہا این تعتد ج ۲ ص ۳۱۱، تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۳۸)

(۶)......شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی اس لئے حضرت عمرؓ کے نکاح میں دی تھی کہ حضرت عمرؓ توحید و رسالت کا اقرار کرتے تھے:

”چرا آنحضرت دختر خود بعمر بن خطاب داد گفت بواسطہ آنکہ اظہارِ

شہادتین مے نمود"۔ (مجالس المومنین ص ۱۸۸)

تاریخ طراز مذہب مظفری باب حکمت تزویج اُم کلثوم با عمر بن خطاب ص ۷۴ مطبوعہ ایران اور ناسخ التواریخ ک ۲ حصہ دوم ص ۳۳۹ میں بھی یہی مذکور ہے۔

(۷)...... مسالک شرع شرائع الاسلام میں ہے:

یجوز نکاح العربیة بالعجمی و الهاشمیّه بغیر الهاشمی کما زوج علیؓ بنته ام کلثوم من عمرؓ بن الخطاب

یاد رہے کہ حضرت علیؓ کی اُمّ کلثوم نامی دو حقیقی بیٹیاں تھیں: ایک اُم کلثوم کبریٰ اور دوسری اُم کلثوم صغریٰ۔ حضرت عمرؓ کے نکاح میں اُم کلثوم کبریٰ تھیں۔ جن کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہرا تھیں۔ اور سانحہ کربلا میں جو اُم کلثوم موجود تھیں، وہ دوسری تھیں۔ (منتخب التواریخ ص ۶۷، ۶۸ مطبوعہ تہران)

کتب عامہ میں سے صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب ج ۱ ص ۴۰۳) دہلی اور سنن نسائی باب اجتماع جنائز الرجال و النساء ص ۲۱۷ ج ۱ وغیرہما سب کتابوں میں یہ نکاح ایک حقیقت مسلمہ ہے۔

(۸)...... تاریخ طبری میں حضرت عمرؓ کے ذکر میں ہے:

و تزوج اُم کلثوم بنت علی و امها فاطمة بنت رسول الله ﷺ

ترجمہ: اور حضرت عمرؓ نے نکاح کیا اُم کلثوم بنت علیؓ سے اور اس کی ماں

فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ (ج۵ص۱۶مصر)

خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کی نبی ﷺ اور علیؓ سے قرابت

(۱) ...... آپ آنحضرت ﷺ کے مقرب ترین صحابہؓ میں سے تھے۔ بیعت الرضوان جسے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اپنی بیعت قرار دیتے ہیں، کے موقعہ پر چونکہ حضرت عثمانؓ مکہ میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے سفیر بن کر گئے ہوئے تھے، حضور ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے کر اپنے دوسرے ہاتھ سے حضرت عثمانؓ کی بیعت لی۔ سب مسلمانوں نے کہا: "**طوبیٰ لعثمان**"۔ (فروع کافی ج۳ص۱۵۱کتاب الروضہ)

(۲) ...... حضرت فاطمۃ الزہرا کے حق مہر کے لیے چار سو درم حضرت عثمانؓ نے ہی حضرت علیؓ کو ہدیۃً دیئے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت عثمانؓ کے لئے دُعا فرمائی۔

(بحار الانوار ج۱۰ص۴۰ مطبوعہ ایران)

آپ کے علم وعرفان کے اعتراف میں حضرت علیؓ آپ کو یوں خطاب کرتے ہیں:

"میں کسی بات کو نہیں جانتا، جس سے آپ واقف نہ ہوں۔ اور نہ کوئی ایسی بات آپ کو بتا سکتا ہوں، جس سے آپ بے خبر ہوں۔ میں آپ سے کسی بات میں سبقت نہیں رکھتا کہ آپ کو خبر دوں اور نہ میں نے

تنہائی میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی علم حاصل کیا ہے جو آپ تک پہنچاؤں۔ یقیناً آپ نے آنحضرت ﷺ کو اسی طرح دیکھا ہے جس طرح ہم نے دیکھا ہے۔ اور اسی طرح آپ ﷺ سے سنا ہے جس طرح ہم نے سنا ہے۔ (نہج البلاغۃ ج۱ص۳۷۳مصر)

(۳)...... حضرت عثمانؓ آنحضرت ﷺ کے داماد تھے۔ حضور ﷺ کی دو بیٹیاں حضرت سیدہ رقیہؓ اور سیدہ اُم کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں رہیں۔ شہید ثالث قاضی نوراللہ شوستری آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؓ کے امور مشابہت میں لکھتے ہیں:

''اگر نبیؐ دُختر بعثمانؓ داد و علیؓ دُختر بعمرؓ فرستاد'' (مجالس المومنین ص ۸۹)

ترجمہ: اگر نبی ﷺ نے بیٹی عثمانؓ کو دی تو علیؓ نے بیٹی عمرؓ کی طرف بھیجی۔

(۴)...... کافی کلینی میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ہاں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے جو لڑکیاں پیدا ہوئیں، وہ حضرت رُقیہؓ، زینبؓ، اُم کلثومؓ اور فاطمہؓ تھیں۔ (اُصول کافی مع شرح الصافی ج۳ ص ۱۴۶ لکھنؤ)

(۵)...... خاتم المحدثین ملا محمد باقر مجلسی لکھتے ہیں:

''بسند معتبر از حضرت صادقؒ روایت کردہ است کہ از برائے رسولؐ خدا از خدیجہؓ متولد شدند طاہرؓ و قاسمؓ و فاطمہؓ و ام کلثومؓ و رقیہؓ و زینبؓ''
(حیات القلوب ج۲ ص ۷۱۸ مطبوعہ لکھنؤ)

اور مہاجرین حبشہ کے ذکر میں لکھتے ہیں:

"واز جملہ آنہا عثمانؓ بود و رقیہؓ، دُختر حضرت رسولؐ کہ زن او بود"

(حیات القلوب ج ۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ لکھنؤ)

(۶) ...... آنحضرت ﷺ کی بیٹیاں چار تھیں۔

(بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۳، ناسخ التواریخ ج ۲ از کتاب اول ص ۵۴۶ ج ۱ از کتاب دوم ص ۶۱۰ مطبوعہ ایران)

(۷) ...... ماہِ رمضان کے روزانہ وظائف میں جہاں حضرت فاطمۃ الزہرا پر درود شریف پڑھا جاتا ہے، وہاں سیدہ رُقیہؓ، اُم کلثومؓ پر بھی یہ درود شریف پڑھنے کا حکم ہے:

اللّٰھم صلّ علٰی رقیۃ بنت نبیّک و العن من اٰذی نبیّک فیھا اللّٰھم صلّ علٰی اُمّ کلثوم بنت نبیّک و العن من اٰذی نبیّک فیھا

(تہذیب الاحکام باب تسبیحا رمضان ج ۲ ص ۱۵۴، استبصار ج ۱ ص ۲۴۵، زاد معاد ملا باقر مجلسی ص ۲۶۴، مفاتیح الجنان شیخ عباس قمی ص ۲۰۸ مطبوعہ تہران، تحفۃ العوام ص ۱۱۳ مطبوعہ لکھنؤ)

(۸) ...... حضرت عثمانؓ کے دامادِ رسول ﷺ ہونے سے کسے انکار ہوسکتا ہے۔ جب کہ حضرت علیؓ خود حضرت عثمانؓ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

و نلت من صھرہ ما لم ینالاہ (نہج البلاغۃ ج ۱ ص ۳۷۴ مصر)

ترجمہ: اور آپ نے رسول ﷺ کی دامادی کا وہ شرف حاصل کیا جو پہلے دونوں کو حاصل نہیں۔

اسی اعزاز کے باعث حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کی خلفائے ثلاثہؓ سے محبت والفت

(۱)...... آپ کو بھی حضرت عثمانؓ کی طرح آنحضرت ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔ سیدہ فاطمۃؓ الزہرا کے بعد آنحضرت ﷺ کی دوسری بیٹی سیدہ زینبؓ کی بیٹی سیدہ امامہؓ آپ کے نکاح میں آئیں۔ آپ اپنی قابل مثال شجاعت کے باعث شیرِ خدا کہلاتے ہیں۔ مگر آپ کے مخالفین کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی بیعت ڈرتے ہوئے کی تھی۔ یہ الزام بالکل غلط ہے۔ حضرت علیؓ اگر اکیلے بھی میدان میں نکل آتے تو روئے زمین پر کوئی مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ اور خود ارشاد فرماتے ہیں:

انی واللّٰہ لو لقیتھم وَاحِدًا و ھم طلاع الارض کلھا ما بالیت و لا استوحشت

اللہ کی قسم! اگر میں تن تنہا بھی اپنے مخالفین کے مقابلہ میں نکل آؤں اور وہ تمام روئے زمین بھرے ہوئے ہوں، تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہ ہو گی۔ (نہج البلاغۃ ج۲ ص۱۵۸ مصر)

(۲)...... آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں وزارت کے امور سرانجام دیتے رہے۔ اور ان کے بہترین مشیر رہے۔ آپ کا خیال تھا

کہ خلافت کی بجائے وزارت کے فرائض زیادہ بہتر طور پر سرانجام دے سکتے ہیں۔ خود فرماتے ہیں:

انا لکم وزیرًا خیر لکم منی امیرًا (نہج البلاغۃ ج ۱ ص ۲۱۹)

(۳) ...... آپ کو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے اس قدر محبت تھی کہ اپنے تین لڑکوں کے نام ان کے ناموں پر ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے، جو میدانِ کربلا میں اپنے بھائی حضرت حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔

(بحار الانوار ج ۱۰ ص ۲۳۰، جلاء العیون ج ۲ ص ۴۹۲، منتخب التواریخ ص ۸۹ مطبوعہ ایران، کشف الغمہ ص ۱۳۲ مطبوعہ ایران، تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۶۹ مصر، مسعودی ج ۲ ص ۹۱)

(۴) ...... آپ کے تقویٰ اور صداقت پسندی کا یہ حال تھا کہ اپنے سخت ترین مخالف امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کی بابت بھی مومن کامل ہونے کی گواہی دے دی۔ اپنے اختلاف کو دین کا اختلاف نہ کہا بلکہ فرمایا کہ ہم ان سے ایمان میں زیادہ نہیں اور وہ ہم سے ایمان میں زیادہ نہیں۔ ہمارا معاملہ ایک جیسا ہے۔ اختلاف صرف خون عثمانؓ کے بارے میں تھا۔ اور ہم اس سے بالکل بری اور پاک ہیں۔ (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۱۵۴)

محمد بن حنفیہؒ

حضرت صدیق اکبرؓ کے جہاد ختم نبوت کے قیدیوں میں مسیلمہ کذاب کے قبیلے بنو حنیفہ کی ایک عورت حنفیہ نامی بھی تھی، جو حضرت صدیق اکبرؓ نے

حضرت علیؓ کی ملک میں دی تھی۔ اس کے بطن سے حضرت علیؓ کے بیٹے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے۔ (معارف ابن قیتبہ ص ۹۱ مصر)

پس اگر خلافت صدیقیؓ اسلامی خلافت اور ان کا جہاد اسلامی جہاد نہ ہوتا تو حنفیہ کے متعلق حضرت علیؓ کا تملک ہرگز حلال نہ ہوتا۔ حضرت علیؓ کا اسے قبول کرنا، اس جہاد کے اسلامی جہاد ہونے اور خلافت صدیقیؓ کے اسلامی خلافت ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ (شجرۂ مؤدت از علامہ خالد محمود)

حضرت سیدنا حسنؓ

(ا) ...... آپ نے مسلمانوں کے باہمی اختلاف کو ختم کرنے کے لیے حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کر لی۔ حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں:

واللّٰہ للّذی صنعہ الحسن بن علیّ علیہ السّلام کان خیرًا لھٰذہ الامۃ ممّا طلعت علیہ الشّمس

ترجمہ: خدا کی قسم! جو کچھ امام حسنؓ نے کیا، وہ اس اُمت کے لئے ہر بات سے بہتر اور مبنی علی الخیر تھا۔ (فروع کافی ج ۳ ص ۱۵۳ کتاب الروضہ)

پس آپ کے ماننے والوں پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی حضرت امیر معاویہؓ سے صلح ہی رکھیں۔ آپ خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کے داماد تھے۔ ان کی بیٹی عائشہؓ آپ کے نکاح میں تھیں۔ (بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۶۲)

(۲) ...... آپ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ نے بھی اپنے دو بیٹوں کے نام ابوبکرؓ اور عمرؓ رکھے۔

(بحار الانوار ج ۱۰ ص ۲۳۰)

حضرت سیدنا حسینؓ

(۱) ...... شہید کربلا حضرت حسینؓ کی شہادت پر ہمشیرہ محترمہ اُم کلثومؓ نے کوفیوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

یٰاھل الکوفة سُؤة لکم ما لکم خذلتم حسیناً و قتلتموہ و انتھبتم اموالہ و ورثتموہ

اے اہل کوفہ! تمہارا برا ہو! تم نے کیوں حسینؓ کو رُسوا کیا اور اُسے قتل کیا۔ اس کے اموال تم نے لوٹ لیے۔ اور اب اس کے وارث بن بیٹھے ہو۔ (احتجاج طبرسی، بحار الانوار ج ۱۰ ص ۲۴۳)

(۲) ...... حضرت اُم کلثوم نے قاتلانِ حسین کوفیوں کو قرار دیا ہے۔ اب جاننا چاہیے کہ کوفی کس فرقے کے لوگ تھے۔ شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہیں:

بالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد

(مجالس المؤمنین ص ۲۵ مطبوعہ ایران)

(۳) ...... امام زین العابدین نے جب کوفہ والوں کو روتے اور ان کی عورتوں کو ماتم حسینؓ میں اپنے دامن چاک کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

اِنَّ ھؤلاء یبکون علینا فمن قتلنا غیرھم

بے شک اب تو یہ ہمارا ماتم کر رہے ہیں، لیکن ہمیں قتل ان کے سوا اور کس نے کیا ہے؟ (بحارالانوار ج۱۰ص۲۵۸)

حضرت سیدہ زینبؓ

(۱) ...... زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ (تہذیب الاحکام ج۲ص۳۴۴) آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ آپ کے بطن سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ کی اس نواسی کا نام امامہؓ تھا۔ جس کے ساتھ حضرت علیؓ نے بموجب وصیت حضرت فاطمۃؓ الزہرا (**تتزوج بامامة بنت اختی** [بحارالانوار ج۱۰ص۶۰]) نکاح کیا تھا۔ اور آنحضرت ﷺ کے اس نواسے کا نام سید علیؓ تھا، (ناسخ التواریخ ج۲ از کتاب دوم ص۶۱۰ ایران) جو فتح مکہ کے دِن آنحضرت ﷺ کے ساتھ سوار تھا۔ یہ حضرت علیؓ بالغ ہونے کے قریب تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔ (ناسخ التواریخ ص۴۰۷)

(۲) ......حضرت زینبؓ کی وفات ۸ ہجری ہوئی۔

حضرت سیدہ رقیہؓ

رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ (فروع کافی ج۱ص۴۳۳) اُخت فاطمہؓ (بحارالانوار ج۱۰

ص۲۱) کا نکاح پہلے عتبہ سے ہوا تھا۔ مگر چونکہ خدا کو منظور نہیں تھا کہ نبی کی بیٹی مشرک کے گھر جائے، اس لئے رُخصتی سے پہلے ہی طلاق ہو گئی۔ اور سیدہ رُقیہؓ پہلے حضرت عثمانؓ کے گھر ہی آئیں۔ آپ کے بطن سے آنحضرت ﷺ کے نواسے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔

(حیات القلوب ج۲ ص۷۱۹، تاریخ طبری ج۵ ص۱۴۷)

(۲)...... حضرت عثمانؓ کی کنیت ابوعبداللہ انہی کے نام سے تھی۔

(ناسخ التواریخ ج۱۱ از کتاب دوم ص۶۱۰)

(۳)...... حضرت سیدہ رقیہؓ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ (حیات القلوب ج۲ ص۳۳۰)

حضرت سکینہؓ بنت الحسینؓ

آپ کا نام امیمہ بھی آتا ہے۔ آپ حضرت عثمانؓ کے پوتے زیدؓ کے نکاح میں آئی تھیں۔ (تاریخ امیر علی ص۲۰۲)

اما زید بن عمرو بن عثمان فکان تزوج سکینة بنت الحسین (معارف ص۸۷ مصر)

حضرت امام زین العابدینؒ

(۱)...... شہید کربلا حضرت حسینؓ کے بیٹے امام زین العابدینؒ کی کنیت

ابو بکر تھی۔ (بحار الانوار ج ۱۱ ص ۲ مطبوعہ ایران)

(۲) ...... حضرت ابو بکرؓ کے علاوہ حضرت عمرؓ کے نام سے بھی آپ کو اس قدر محبت تھی کہ آپ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمرؓ رکھا۔

(بحار الانوار ج ۱۱ ص ۳۳ مطبوعہ ایران)

(۳) ......آپ کی والدہ محترمہ کا نام شہر بانو تھا، جو شہنشاہِ ایران یزدگرد سوم کی بیٹی تھیں۔ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے جہادِ فارس کے نتیجہ میں عرب آئی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں حضرت حسینؓ کی ملک میں دے دیا تھا۔ انہی کے بطن سے امام زین العابدینؒ پیدا ہوئے۔

(اُصول کافی ج ۲ ج ۲ ص ۲۰۴ مع شرح الصافی طبع لکھنؤ)

پس اگر حضرت عمرؓ فاروق کی خلافتِ اسلامی خلافت نہ ہوتی تو اُن کا یہ جہاد بھی اسلامی جہاد کیسے ہوسکتا تھا؟ پھر شہر بانو کے بارے میں حضرت حسینؓ کا یہ تملک کیسے حلال تھا؟ حالاں کہ حضرت امام زین العابدینؒ کا مقام بلند اس امر کا مقتضی ہے کہ ان کے نسب کو صحیح مانا جائے اور اس کے ملزوم یعنی حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کو اسلامی خلافت اعتقاد کیا جائے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ

آپ کی والدہ محترمہ اُم فروہؒ دختر قاسمؒ بن محمد بن ابو بکرؓ صدیق ہے، یعنی حضرت ابو بکرؓ صدیق کی پڑپوتی اور آپ کی نانی محترمہ حضرت اسماءؓ

حضرت ابوبکرؓ کی زوجہ تھیں۔ (جلاء العیون ج۲ص ،اُصول کافی ۳ ج۲ص۴۰۴)

اسی لئے حضرت امام جعفرؒ صادق فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ نے دو دفعہ جنا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج۲ص۱۰۳)

(ماخوذ از شجرہ مؤدت ص۱ تا ۱۵ مؤلفہ علامہ خالد محمود صاحب)

یعنی میری دونسبتوں سے حضرت ابوبکرؓ صدیق سے رشتہ داری ہے۔

محمد بن ابی بکرؓ صدیق کی والدہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس تھیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی وفات کے بعد حضرت اسماءؓ بنت عمیس سے نکاح کیا۔ محمد بن ابی بکرؓ نے آپ ہی کے زیر سایہ تربیت پائی تھی۔ محمد بن ابی بکر مصر میں گورنر تھے۔ ان کی شہادت پر حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا:

مُحَمَّد بنُ اَبِیُ بَکُر فَلَقَدُ کَانَ اِلَیَّ حَبِیُبًا وَ کَانَ لِیُ رَبِیًا

ترجمہ: محمد بن ابی بکرؓ مجھے بہت محبوب اور میرے پروردہ تھے۔

(نہج البلاغہ خطبہ ٦٨)

وَالُحَمُدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَ سَرُمَدًا

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال ضلع چکوال

٦ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۲۰۰۹ء

☆☆☆☆